دین ہے یا بازیچۂ اطفال؟

افطار پارٹیوں کے بعد احتجاجی نمازیں

مولانا عتیق الرحمٰن سنبھلی

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے روزہ دار کو افطار کرانے کی فضیلت امت کو بتائی تھی۔ اور جس سیاق وسباق اور جن الفاظ میں یہ فضیلت ارشاد فرمائی گئی تھی‘ اس سے صاف ظاہر ہے کہ یہ اصلاً حاجت مند روزہ دار کے سلسلے کی بات تھی (ضمناً ان شاء اللہ غیر حاجت مند کا افطار بھی، بشرطِ نیت، اجر سے محروم نہ رہے گا) فرمایا گیا تھا (ترجمہ)

> ”...... یہ صبر کا مہینہ ہے اور صبر کا بدلہ جنت ہے۔ یہ ہمدردی وغم خواری کا مہینہ ہے اور یہی وہ مہینہ ہے جس میں مومن بندوں کے رزق میں اضافہ کیا جاتا ہے۔ جس سے اس مہینے میں کسی روزہ دار کو افطار کرایا تو اس کے لیے گناہوں کی مغفرت اور آتشِ دوزخ سے آزادی کا ذریعہ ہوگا......“ (مشکوٰۃ المصابیح، بحوالہ بیہقی)

تو افطار کرانے کی فضیلت کے اس ارشادِ نبوت کو دیکھئے اور نظر کیجیے۔ اپنے یہاں کے اہلِ سیاست کی افطار پارٹیوں پر۔ کیا گناہ گار سے گناہ گار۔ تاہم پروردگار سے ڈرنے والے کسی مومن کا دل گواہی دے سکتا ہے کہ یہ گناہوں کی مغفرت کی طلب میں اور آتشِ دوزخ سے آزادی کے لیے منعقد کی جاتی ہیں؟ اس کو بھی تکمیل کو پہنچے جس پر دن بھر کی محنت کی قبولیت کا دارومدار ہے؟ ان موٹی موٹی اور دو اور دو چار کی طرح کھلی حقیقتوں کو پسِ پشت ڈال کر ہم نے اکہرا گناہ ہی نہیں کیا ہے، دوسرا گناہ غیر مسلم اہل سیاست کو یہ تاثر دینے کا کیا ہے کہ یہ روزوں کا افطار ایک سوشل نوعیت کی چیز ہے۔ چنانچہ ہمارے ملک ہندوستان میں اُن کی طرف سے بھی افطار پارٹیاں دی جانی لگی ہیں کہ اس سے یقیناً سیاسی فائدہ ملنے کی امید وہ کر سکتے ہیں اور ہم ان کی پارٹیوں میں شامل ہو کر ان کے تاثر کی تصویب وتصدیق کرتے ہیں۔

☆☆☆

افسوس اور فکر مندی کے لیے اتنی بات بھی کم نہ تھی۔ اس سے سوا یہ ہے کہ اس پر کوئی (یا کماحقہٗ) نکیر حاملانِ علمِ دین کی طرف سے دیکھنے میں نہیں آرہی۔ اور سلسلہ بڑھ رہا ہے۔ پھر جب ایسے اعمال پر نکیر نہ ہو اور نہی عن المنکر میں کمزوری یا بے توجہی کا رویہ اپنایا جائے تو یہ سلسلہ شاخ در شاخ ہوتا ہے۔ چنانچہ اس سیاسی ذہنیت نے ایک اور شاخ ”غائبانہ نمازِ جنازہ“ کی شکل میں اپنے ایجنڈے کی معاونت کے لیے نکال لی ہے۔ برصغیر ہند کی کم از کم نوے فیصد آبادی

حنفی المسلک ہے۔ اور اس مسلک میں حاضر جنازے کی نماز ہوتی ہے، غائبانہ نمازِ جنازہ کا خانہ یہاں نہیں۔ مگر دین پر حاوی ہوتی ہوئی سیاست نے یہ کرشمہ بھی دکھا دیا ہے کہ حنفی امام اور حنفی مقتدی، اور دھڑلے سے نمازِ جنازہ غائبانہ کے پروگرام کسی ایک سے ہمدردی و یکجہتی اور کسی دوسرے سے احتجاج و اظہارِ ناراضی کے طور پر ہو رہے ہیں، اور کوئی ایک آواز اس پر نکیر و احتساب کی کان میں نہیں پڑتی! دین پر اس سیاسی شب خون کا کوئی واقعہ انڈیا میں تو غالباً ابھی تک رونما نہیں ہوا لیکن پاکستان سے چل کر یہ ٹرینڈ برطانیہ بہر حال اپنی کثیر پاکستانی الاصل آبادی کی بدولت پہنچ گیا ہے۔ آج (۲۲/اکتوبر) ہی کے اخبار جنگ میں ۱۸/اکتوبر کے کراچی دھماکوں کے نذر ہونے والے کچھ افراد کی غائبانہ نمازِ جنازہ (در اسلام آباد) کا فوٹو سامنے ہے۔ امام اور مقتدی سب ذیرِ ناف ہاتھ باندھے ہوئے بتا رہے ہیں کہ وہ حنفی المسلک ہیں۔ اور پاکستان و برطانیہ کی ایسی جتنی نمازوں کے فوٹو اب تک دیکھنے میں آئے ہیں وہ بالعموم اسی کی نوعیت رہی ہیں۔

☆☆☆

یہ نمازِ جنازہ کے سیاسی استعمال (یا استحصال) کی بنا فی الواقع کہاں سے پڑی؟ وثوق سے کہنا تو فی الوقت مشکل ہے۔ تاہم خیال ہوتا ہے کہ اس کی بنیاد پڑنے کا وقت وہ تھا جب پاکستان کا ایک نوجوان (عامر چیمہ نامی) جو جرمنی میں حصولِ تعلیم کے لیے گیا ہوا تھا۔ گزشتہ سال اس الزام میں وہاں گرفتار ہوا کہ ایک اخبار کے اڈیٹر کو اس نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین پر مبنی اُن کارٹونوں کی نقل شائع کرنے پر قتل کی دھمکی دی تھی جو کارٹون اوّلاً ڈنمارک کے ایک اخبار میں نکلے تھے۔ اسی گرفتاری کے دوران میں عامر کی موت واقع ہوگئی۔ اور یہ وہ دن تھے جب ڈینش اخبار کی ملعون حرکت پر پاکستان میں وہ طویل احتجاج ہوئے، کچھ ہی وقت گزرا تھا جس احتجاج کا رخ ڈینش اخبار سے زیادہ جنرل پرویز مشرف کی حکومت کی طرف تھا کہ اس نے اس موقع پر وہ نہیں کیا جو اصحابِ احتجاج کی نظر میں اُسے کرنا چاہیے تھا۔ پھر جب جلد ہی عامر چیمہ کی موت کا واقعہ اسی تسلسل میں پیش آ گیا تو حکومت کا رویہ اس موقع پر جرمنی کے حوالہ سے بھی ان اصحاب کے نزدیک وہ نہیں رہا جو رہنا چاہیے تھا۔ چنانچہ حکومتی کارکردگی کی اس کمی کو پورا کرنے کے لیے مرحوم کے جنازہ کو ایک قومی پیمانے کا جنازہ بنا کر اٹھانے کے لیے پاکستان بھر سے وہ تمام حضرات اپنے گروہوں کے ساتھ جمع ہوئے جو حکومت کے رویہ کو قابلِ ملامت ٹھہرا رہے تھے اور اس طرح اپنی حکومت کے رویہ کے خلاف بھی اور جرمن حکومت کے خلاف بھی ایک قومی پیمانے کا احتجاج نوٹ کرا دیا گیا۔ بعید نہیں کہ اس سیاسی سوچ سے، جس میں دین کا دھوکہ ملا ہوا ہے، یہ غائبانہ نماز ہائے جنازہ کا نسخہ نکلا ہو۔ اور جب نماز برائے نماز نہ ہو تو کیا حنفیت اور کیا غیر حنفیت؟...... کہاں تک اس سلسلے کے پہنچنے کا انتظار آخر ہمارے ان بڑے اداروں کے علماء فرمائیں گے۔ جن کی بات بہر حال عام مسلمانوں میں سنی جاتی ہے؟

۱۸/ اکتوبر کے حادثۂ کراچی کا حوالہ اوپر آ گیا ہے تو حادثہ اتنا بڑا ہے کہ موضوع سے متعلق نہ ہونے پر بھی دو لفظ اس پر کہے بغیر بات ختم کر دینا مناسب نہ ہوگا۔ پاکستان کا مضمون بالکل وہ ہوا جا رہا ہے کہ:

ع　　تن ہمہ داغ داغ شد پُنبہ کجا کجا نہم؟

اپنی اردو میں اسے کہہ لیجیے: کوئی کَل ہی جیسے سیدھی نہیں جا رہی ہے۔ حکومتِ وقت نے مس بھٹو سے ایک ”قومی مفاہمتی آرڈیننس“ کے بنیاد پر سمجھوتہ کر کے موصوفہ کو موقع دیا کہ سرکاری خزانے میں خرد برد کے ایک ملزم کی حیثیت میں پاکستان واپس آنے کے بجائے ایک ایسے معزز و محترم شہری کی حیثیت سے پاکستان واپس آئیں۔ جس کے تحفظ اور سیفٹی کے لیے حکومت اپنے بہترین ذرائع مہیا کرے گی۔ اور یہ سب اس نے کیا بھی لیکن موصوفہ ابھی اپنے دولت کدے تک پہنچنے نہ پائی تھیں کہ وہ خودکش بم دھماکے جو پاکستان میں ایک بلائے بے درماں بنتے جا رہے ہیں انھیں نے موصوفہ کے استقبالیہ جلوس کو آ لیا اور بس ذرا سی ہی کسر رہ گئی کہ سورۃ قصص (۲۸) کی آیت (۸۱) فَخَسَفْنَا بِهٖ وَبِدَارِهِ الْاَرْضَ کا منظر رونما ہو جائے۔ اس طرح کے واقعات میں ان لوگوں کے لیے تنبیہی آواز ہوتی ہے جن کے دلوں کے کان کھلے ہوئے ہوں۔ سورۃ قصص کی اسی آیت کے تسلسل میں آگے آتا ہے کہ وہ عام سے اہل ایمان جو قارون کے جلوس کی شان و شوکت کو کچھ حسرت بھری نظروں سے دیکھ رہے تھے۔ انھوں نے جب اس جلوس کا حشر دیکھا تو پکار اٹھے: لَوْلَا اَنْ مَّنَّ اللّٰهُ عَلَيْنَا لَخَسَفَ بِنَا (خیریت ہوگئی، اللہ اگر مہربان نہ ہوتا تو ہم بھی دھنسا دیئے گئے ہوتے) کاش پاکستان کے اہل حل وعقد اللہ کی طرف سے آتی ہوئی مسلسل تنبیہات کی آواز سنیں اور اپنے شہریوں کی جان کو دن بدن بڑھتے ہوئے عذاب کی کیفیت سے نکلنے کی راہ بنائیں۔

☆☆☆

دو قادیانیوں کا قبولِ اسلام

سرگودھا میں کاشف سلیم ولد محمد سلیم اور شاہدہ پروین نے قادیانیت سے تائب ہو کر انٹرنیشنل ختمِ نبوت موومنٹ صوبہ پنجاب کے سینئر نائب صدر اور سرگودھا کے امیر قاری احمد علی ندیم کے ہاتھ پر اسلام قبول کر لیا ہے۔ قادیانیت سے تائب ہونے والوں نے اس موقع پر کہا کہ ہم نے قادیانیت کے عقائد و نظریات پڑھ کر یہ فیصلہ کیا ہے کہ ہم ایک سچے نبی کی نبوت کو چھوڑ کر ایک دھوکہ باز جھوٹے کی پیروی کیوں کریں۔ ہمیں اپنے کیے ہوئے پر شرمندگی ہے۔ ہم اپنی سابقہ زندگی میں کیے ہوئے گناہوں سے توبہ کرتے ہیں اور یہ عہد کرتے ہیں کہ آئندہ زندگی ہم اسلام کے بتائے ہوئے طریقے پر گزاریں گے۔ مجلس احرار اسلام اوکاڑہ کے ناظم شیخ مظہر سعید نے نومسلموں کو مبارک باد دی۔

☆☆☆